
McGill University Library
3 103 045 518 0

اسلام اور اہلحدیث

از

مولوی ثناء اللہ صاحب

-/50

Amritsari, Sana' Allah

سلسلہ اشاعت نمبر ۵۹

قال اللہ تعالی

واعتصموا بحبل اللہ جمیعا و لا تفرقوا

ترجمہ :- اور سب مل کر اللہ کی رسی کو تھامے رہو اور پھوٹ مت ڈالو

الحمد للہ والمنہ کہ

رسالہ

اسلام

Islam awr Ahl-i hadis

اور

اہل حدیث

از نتیجہ فکر

عالی جناب مولانا مولوی ابوالوفا ثناء اللہ صاحب امرتسری (مولوی فاضل)

اطال اللہ بقائہ

شائع کردہ

دکن اہل حدیث دار الاشاعت سکندرآباد

سکندرآباد مکان نمبر ۲۰۵۳/۲ متصل [illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلّی علیٰ رسولہ الکریم

اسلام اور اہل حدیث

قابل توجہ ایجوکیٹڈ پارٹی

آج اسلام میں جسقدر فرقہ بندی اور اختلاف ہے کسی سے مخفی نہیں۔ ایک اختلاف فہم کے اختلاف کا نتیجہ ہوتا ہے دوسرا اختلاف فرقہ بندی کی صورت میں ہوتا ہے پہلا اختلاف قدرتی ہے جو انسانی طاقت سے بالا ہے مگر دوسرا انسانی ساخت ہے۔

اسلامی آبادی میں لوگ دو قسم کے ہیں ایک وہ ہیں جو فرقہ بندیوں میں جکڑے ہوئے ہیں دوسرے وہ ہیں جو ان فرقہ بندیوں کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے اور سنتے ہیں مگر اختلاف رائے کو بھی برا نہیں جانتے کیونکہ اس کا انسداد انسانی طاقت سے باہر ہے۔

آج کل کی تعلیمیافتہ پارٹی عموماً اُس گروہ میں ہے جو فرقہ بندیوں کو برا جانتا ہے یہ مضمون اسی لئے تعلیم یافتہ پارٹی کے نام سے ڈیڈی کیٹ کیا ہے پہلے اس سے کہ ہم یہ بتلادیں کہ فرقہ بندی کس طرف سے ہے اسلام کی مختصر سی تاریخ بیان کر دینا مفید ہوگا۔

1 کچھ شک نہیں کہ اسلام کی تاریخ دنیا میں روشن ہے اس کے ابتدائی درمیانی اور آخری واقعات سب روشن ہیں اس کا سنہ ہجری ۱۳۳۵ ہے مگر ابتدا کو (۱۳۴۸) سال ہوئے ہیں جبکہ مکہ معظمہ میں اس کی تعلیم بزبان الہام ترجمان حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جاری ہوئی تھی تیرہ سال قبل ہجرت مکہ معظمہ میں گزارے دس سال بعد ہجرت مدینہ منورہ میں رہے کل ۲۳ سال آپکی نبوت کا آفتاب دنیا میں ظہور پذیر رہا - اب سوال یہ ہے کہ اتنی مدت میں جو تعلیم آپنے دی اس کا اثر کیا ہوا؟ جواب صرف یہ ہے جسپر کل دنیا کی تاریخ متفق ہے کہ عرب تمام صاف ہو گیا جو مشرک کافر اور زندیق تھے وہ سب خدا کے پرستار بن گئے جو لوٹیرے اور ڈاکو تھے وہ مدبران سلطنت ہو کر تمدنی تعلیم میں دنیا کے استاد مانے گئے - اسپر دوسرا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ نبی علیہ السلام نے انکو مذہبی احکام کا دستور العمل کوئی دیا تھا یا نہیں؟ اس کا جواب بھی بالکل صاف اور صحیح یہ ہے اور صرف یہی ہے کہ دیا تھا اور نہ دیا ہوتا تو وہ لوگ باوجود ضروریات کثیرہ کے تعمیل کیونکر کرتے - اب ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ان میں دستور العمل کیا تھا یعنے وہ احکام شرعیہ کہاں سے اخذ کرتے تھے؟ اس کا جواب بھی ایک اور صرف ایک ہے کہ احکام شرعیہ اخذ کرنے کا طریقہ ان میں یہ تھا کہ پہلے قرآن مجید کو دیکھتے ساتھ ہی اسکے اگر کوئی روائت انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہوتی یا کوئی فیصلہ آنحضرت صلعم کا دیکھا یا سنا ہوتا تو اسکو بھی ملحوظ رکھ کر بطور سند شرعی کے پیش کرتے چنانچہ سب سے پہلا اختلاف جو صحابہ کرام میں پیدا ہوا وہ انتخاب خلیفہ پر تھا انصار مدینہ کہتے تھے خلیفہ ہم میں سے ہوگا اس اختلاف

کا فیصلہ یوں ہوا کہ مہاجرین کی طرف سے ایک حدیث پیش کی گئی جسکے الفاظ تھے الائمۃ من القریش (خلیفہ قریش سے ہونگے) یہ حدیث پیش ہوتے ہی فیصلہ مہاجرین کے حق میں ہو گیا۔

دوسرا اختلاف وراثت نبی (علیہ السلام) کے متعلق ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ داروں نے خلیفہ کے پاس دعوی پیش کیا کہ ہم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ترکہ میں سے حصہ ملنا چاہئے جیسے دوسرے مسلمانوں کے وارث حصہ پاتے ہیں خلیفہ کی طرف سے اس کا جواب نفی میں ملا تو اختلاف پیدا ہوا۔ آخر جب حدیث نبوی پیش ہوئی کہ خود آنحضرت فرما گئے ہیں کہ ہمارا مال ورثہ نہیں ہوگا بلکہ فی سبیل اللہ صدقہ ہوگا تو نزاع ختم ہو گئی۔

تاریخ اسلام کا کسی اور واقعہ پر اتفاق ہو یا نہ ہو مگر اس امر پر پورا اتفاق ہے کہ زمانہ رسالت میں صحابہ رضی اللہ عنہم کو جو بات پیش آتی اس کا فیصلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کر لیتے اور بعد زمانہ نبوت زمانہ خلافت میں جو بات پیش آتی اس کے لئے احکام کی تلاش قرآن وحدیث میں کرتے یہ طریقہ مسلمانوں میں بہت عرصہ تک جاری رہا مگر ہم آسانی کیلئے فرض کرتے ہیں کہ تیس سال تک ایسا ہوتا رہا جو زمانہ خلافت راشدہ کا ہے اب ایک سوال یہاں یہ پیدا ہوتا ہے کہ مسلمانوں کی جملہ آبادی میں یعنی ابتداء سے آجتک جتنے طبقے بھی ہوئے ہیں اُن میں بہ حیثیت دین اور بہ حیثیت دنیا اور بہ حیثیت اعلیٰ اخلاق اور بہ حیثیت جاہ وحشمت اور سب سے بڑھ کر یہ کہ بہ حیثیت منظوری اور مقبولیت خدا کے کون طبقہ ممتاز رہا ہے اس کا

جواب بھی ایک اور صرف ایک ہی ہے کہ وہ طبقہ سب سے اعلیٰ اور افضل تھا جو نبوت کی گود میں تربیت پاکر دوسروں کا راہنما بنا رضی اللہ عنہم۔ پس اب مطلع بالکل صاف ہے کہ جو طریقہ اور برتاؤ ان لوگوں کا تھا بس وہی دین الٰہی اور منظور مصطفائی تھا دگر ہیچ۔

اب سوال یہ ہے کہ اس طبقہ میں یہ فرقہ بندیاں تھیں؟ کیا کوئی شیعہ تھا کوئی حنفی تھا؟ شافعی کہلاتا تھا؟ مالکی تھا یا حنبلی تھا؟

اس سوال کا صحیح جواب ان بزرگوں کی تاریخ ولادت سے ملسکتا ہے جنکی طرف یہ فرقے منسوب ہیں سب سے بڑی عمر کے امام اِن میں ابوحنیفہ صاحب ہیں جو ۸۰ھ میں پیدا ہوئے اور ان کے بعد پندرہ سال امام مالکؒ پیدا ہوئے انکے بعد امام احمدؒ اور امام شافعیؒ پیدا ہوئے گو امام ابوحنیفہؒ اور مالکؒ کی پیدائش پہلی صدی ہجری میں ہے مگر بہ حیثیت ایک عالم مفتی اور مجتہد کے وہ دوسری صدی میں دنیا کے سامنے آتے ہیں اس سے ثابت ہوتا ہے کہ طبقہ اولیٰ (زمانہ صحابہ) میں ان چاروں فرقوں کا نام نہ تھا کیونکہ جن اماموں کی طرف ان فرقوں کو نسبت ہے وہی نہ تھے تو فرقہ کہاں؟ پس اِن فرقوں کی بابتہ اس سوال کا جواب اسلامی تاریخ یہی دیتی ہے کہ طبقہ اولیٰ میں صرف سیدھے سادے مسلمان تھے جنکا دستور العمل قرآن اور اقوال نبی علیہ السلام تھا اور بس اسکے سوا نہ کوئی فرقہ تھا نہ فرقہ بندی۔

اب ہم آجکل کی فرقہ بندیوں کی ذرا کیفیت سنا کر فیصلہ ناظرین کی رائے پر چھوڑتے ہیں۔ سب سے بڑا شگاف جو اسلام کے قلعے میں سب سے پہلے آیا

وہ شیعہ سنی کا اختلاف تھا اس شگاف کی بنا صرف یہ ہے کہ شیعہ کہتے ہیں۔ خلافت اول حضرت علی کا حق تھا اور وراثت حضرت فاطمہؓ کا سنی اس سے منکر ہیں۔

چونکہ ہمارے مضمون کا روئے سخن تاریخی پہلو ہے اس لئے ہم اسمیں مذہبی دلائل سے بحث کرنا نہیں چاہتے صرف تاریخی پہلو سے اتنا پوچھتے ہیں کہ طبقہ اولیٰ میں جو اسلام اور اہل اسلام کا اعلیٰ نمونہ تھا یہ اختلاف تھا، یا اس اختلاف کا کوئی اثر تھا تاریخ جواب دیتی ہے کوئی نہیں۔ حضرت ابوبکرؓ خلیفہ ہوئے سب نے اطاعت کی۔ حضرت عمرؓ خلیفہ ہوئے سب نے اطاعت کی حضرت عثمانؓ ہوئے سب نے اطاعت کی حضرت علیؓ ہوئے تو وہ بھی خلیفہ برحق مانے گئے۔

بہرحال اس اختلاف کا اثر ہم اس زمانہ میں کچھ نہیں دیکھتے گو پہلے حضرت علیؓ خلیفہ نہ تھے تاہم خلافت کے کاموں میں برابر دخیل تھے باب عالی کے رکن تھے عہدہ دار تھے مشیر کار تھے خلافت سے جو خدمت سپرد ہوتی تھی بجا لاتے تھے غرض جہانتک ظاہری علامات راہنما ہو سکتی ہیں ہمیں انکے اعمال واطوار میں کسی قسم کا شبہ نہیں ہو سکتا۔ علیٰ ہذا القیاس تقسیم وراثت کا مسئلہ بھی اس طبقے میں ہمکو کسی طرح باعث تفریق معلوم نہیں ہوتا یہانتک کہ کوئی اس کا تذکرہ بھی نہ کرتا تھا جب اس پاک زمانہ میں اس کا کوئی اثر نہ تھا تو اب اسکو ایسا بنا کر تفریق کرنے والا فرقہ بندی کے الزام سے کیوں ملزم نہ ہوگا۔

اس فیصلہ کے بعد اب ہم دیگر فرقہ بندیوں پر توجہ کرتے ہیں جس نے اسلام کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے۔

اسلامی تاریخ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی فرقوں کی بڑی لائنیں دو ہیں جنکو سنی شیعہ کے اختلاف نے پیدا کیا ہے پھر ان لائنوں میں برانچ لائنیں بھی ہیں ان پر غور کرنے سے جو فریق مورد الزام ہوگا ہمیں اسکے ملزم بنانے میں تامل نہ ہونا چاہیئے۔ ان فرقوں سے ہماری مراد حنفی شافعی۔ مالکی اور حنبلی مذہب ہیں جنکو رجسٹرڈ بتانے کے لئے یہ کہا جاتا ہے کہ مکہ معظمہ میں کعبہ شریف کے اردگرد بھی چار مصلے ہیں اس لئے اس اختلاف میں فیصلہ کرنے کے لئے ان مذاہب کی تعریف اور وجہ تفریق بیان کرنا ضروری ہے

اس میں شک نہیں کہ ان مذاہب کے اصل الاصول وہی ہیں جو زمانہ صحابہ میں تھے یعنے یہ چاروں مذاہب قرآن وحدیث کو دستور العمل جانتے ہیں بحمد اللہ اس میں کوئی اختلاف نہیں مگر ایک بات ایسی پیدا ہوگئی ہے جس سے یہ سارا اختلاف پیدا ہوگیا ہے وہ یہ ہے کہ ان میں سے ہر ایک نے یہ اصول مقرر کر رکھا ہے کہ جو کچھ ہمارے امام نے جسکے ہم مقلد ہیں سمجھا ہے اور کسی مسئلہ کے متعلق حکم دیا ہے بس ہمارے لئے وہی کافی ہے نہ ہم اپنی سمجھ کو دخل دیں نہ دوسرے کسی امام کی سنیں۔ دوسرا بھی یہ کہتا ہے تیسرا بھی یہی علی ہذا القیاس چوتھا بھی۔

اس اختلاف کو بھی ہم مذہبی دلائل سے چھونا نہیں چاہتے۔ کیونکہ

---

[1] زمانہ نبوت کے آٹھ سو برس بعد جب چاروں مذاہب والوں میں امامت اور اقتدا کے بارہ میں زیادہ اختلافات اور جھگڑے واقع ہونے لگے تو رفع فساد کیلئے حاکم وقت نے نویں صدی ہجری میں الگ الگ چار مصلے بنادیئے بس ان مصلوں کی یہ حقیقت ہے

مذہبی دلائل میں طول ہو جاتا ہے بلکہ تاریخی شہادت سے صرف اتنا پوچھتے ہیں
کہ طبقہ اولیٰ میں یہ طریق تھا؟ کسی خاص شخص کو یہ منصب تھا کہ باقی اسکے
فہم اور رائے کے آگے سر جھکائیں جہاں تک اسلامی تاریخ شہادت دیتی ہے
اس کا جواب نفی میں ملتا ہے اگر یہ منصب کسی کو ہوتا تو خلیفہ وقت کو ہوتا
حالانکہ اسکو بھی نہ تھا بعض وقت ایک بڑھیا عورت بھی خلیفہ کے حکم کو
رد کر دیتی تھی جسکے جواب میں خلیفہ کو ماننا پڑتا تھا کہ یہ عورت سچ کہتی ہے
مولانا حالی مرحوم نے اسی واقعہ کی طرف اشارہ کیا ہے ؎

خلیفوں سے لڑتی تھی ایک ایک بڑھیا   غلاموں سے ہو جاتے تھے بند آقا

جب اس زمانہ میں یہ بندش نہ ہوئی کہ کسی ایک کی رائے اور فہم کے باقی
لوگ پابند ہو جائیں تو پیچھے کیوں کیا جائے جس سے تفرقہ پیدا ہو۔ ہاں اختلاف
فہم چونکہ قدرتی ہے اس لئے کسی عالم کو کسی امام سے اتفاق رائے ہو جاوے
تو بے شک وہ اس سے اتفاق رائے کا اظہار کرے مگر ایسے طور سے کہ فرقہ بندی
تک نوبت نہ پہنچے۔

ہماری اس تقریر سے ثابت ہوتا ہے کہ اسلام میں جو فرقہ بندیاں ہوئی
ہیں طبقہ اولی یعنے سلف صالحین کی روش کو چھوڑنے سے ہوئی ہیں ورنہ
اگر مسلمان اب بھی اس بات پر متفق ہو جائیں کہ

طبقہ اولیٰ کی طرح اپنا دستور العمل قرآن و حدیث کو بنالیں

نہ کوئی نئی روش نکالیں نہ کوئی کسی کی طرف اپنی نسبت جدید پیدا کریں تو یہ
فرقہ بندیاں دور ہو سکتی ہیں۔

قابل غور بات فرقہ بندی کسی اصولی اختلاف سے ہوتی ہے اگر اصول ایک ہے اور باوجود وحدت اصولی کے صرف فہم کا اختلاف ہے تو فرقہ بندی نہیں ہے ورنہ اس طرح تو ہر ایک مذہب کے علماء میں اختلاف والے موجود ہے مثلاً علمائے حنفیہ موجودہ اور سابقہ متقدمین اور متاخرین بلکہ معاصرین وغیرہ سب میں اختلاف نظر آتا ہے تو کیا یہ مختلف فرقے ہیں۔ کیا کوئی کہے گا کہ امام ابو حنیفہ صاحب کا مذہب اور تھا اور شاگردوں کا اور۔ یا موجودہ علماء حنفیہ میں علمائے دیوبند کا مذہب اور ہے اور علماء بریلی بدایون وغیرہ کا اور؟ نہیں بلکہ سب کے سب حنفی ہیں حالانکہ اختلاف موجود ہے۔ پس کسی جماعت کو دوسری جماعت سے فرقہ کی حیثیت سے الگ سمجھنا اس بات پر موقوف ہے کہ اُن میں اصولی اختلاف ہو پس جس فرقہ کے اصول طبقہ اولیٰ کے اصول مذہبی سے ملتے جلتے بلکہ وہی ہوں گے وہ فرقہ تو جدید اور فرقہ بند نہ کہا جائے گا۔ اور جس فرقہ کے اصول جدید ہوں گے وہی فرقہ جدید اور فرقہ بندی کے الزام سے ملزم ہو گا۔ اب ہمارے سامنے چاروں مذاہب حنفی۔ شافعی۔ حنبلی اور مالکی موجود ہیں ان سب کا اصول ہے کہ قرآن وحدیث پر بغیر توسط امام مجتہد کے عمل کرنا جائز نہیں اس لئے یہ فرقے اپنے اپنے اماموں کے مقلد کہلاتے ہیں۔ برخلاف اس کے اہل حدیث اس بات کے قائل نہیں۔ وہ کہتے ہیں یہ شرط طبقہ اولیٰ میں نہ تھی۔ ہم طبقہ اولیٰ کی روش

سے ایک انچ بھی ادہر ادہر نہ ہٹینگے ۔ ع

جملہ عالم یک طرف آں شوخِ رعنا یک طرف

اب ایک سوال یہ ہے کہ دوسرے فرقوں کی طرح اہل حدیث بھی تو ایک فرقہ ہے ۔ اس سے بھی تو فرقہ بندی پیدا ہوتی ہے اس کا جواب یہ ہے کہ اہل حدیث بہ حیثیت نام کے ایک فرقہ کہا جائے تو اور بات ہے مگر اصول اور عمل کی حیثیت سے یہ کوئی فرقہ نہیں بلکہ وہی ایک گروہ ہے جو تعلیم نبوت سے پیدا ہوا تھا جسکی روش ہم بتلا آئے کہ قرآن اور حدیث پر عمل کرنے کی تھی نہ اس فرقے نے اپنے دستور العمل میں کوئی اضافہ کیا نہ سلف صالحین کی روش سے علیحدگی کی بلکہ بعینہ اسی طرح قرآن و حدیث یا یوں کہئے کہ قرآن اور طریقہ نبی علیہ السلام کو صحابہ کی روش پر محفوظ رکھا۔

رہا نام کا سوال کہ اہل حدیث نام کیوں رکھا گیا جبکہ طبقہ اولیٰ نے یہ نام اپنا نہ رکھا تو اس کا جواب بہت آسان ہے کہ اہلحدیث کی اصلیت بتلانے کو عملی طریق کا یہ نام ہے دوسرے فرقوں نے اپنی نسبت اپنے اماموں کی طرف کر کے حنفی اور شافعی وغیرہ القاب اختیار کئے ۔ چونکہ اس فرقہ کی نسبت کسی غیر کی طرف نہ تھی بلکہ طبقہ اولیٰ کی طرح صرف نبی کی طرف تھی اس لئے اس نے اپنے طریق عمل کے مطابق اپنا لقب اہل حدیث رکھا جو اس کے طریق عمل کے لحاظ سے بہت موزوں ہے ورنہ اس کا اصول دین جو بنیاد مذہب ہے وہی

ہے جو طبقۂ اولی کے مسلمانوں کا تھا یعنے قرآن وحدیث بطریق سلف صالحین اہل حدیث لقب کے یہ معنے ہیں کہ احادیث رسول پر عمل کرنے والے یہی معنے ہیں ع

کسی کا ہو رہے کوئی نبی کے ہو رہے ہیں ہم

فرقہ بندی کی ایک مثال

آج کل ایک فرقہ قادیانی پیدا ہوا ہے اس کی جدّت کا ثبوت ایک تو خود اس کی تاریخ پیدائش ہے دوم اس فرقہ نے بھی اپنے اندر ایک زائد بات پیدا کرلی ہے یعنے ایک خاص شخص (مرزا صاحب قادیانی) کی شخصیت کو ماننا داخلِ اسلام کیا جو داخلِ اسلام نہ تھی پس قطع نظر اور وجوہات کے صرف یہ وجہ ہی اِسکی جدّت کے لئے کافی ہے کہ بوجہ داخل کرنے غیر ضروری امر کے اسلام کی اس شاہراہ پر نہیں جس پر طبقہ اولے کے سلف صالحین تھے۔

مختصر یہ کہ اسلام وہ دین ہے جو حضرت پیغمبر خدا محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو سکھایا اور طبقہ اولیٰ کے

مسلمانونکی جو روش تھی

وہی اسلام کا سچا نمونہ تھا اہل حدیث نے اس روش میں کوئی اضافہ نہیں کیا نہ کسی طرح کی کوئی حد فاصل بنائی نہ کسی غیر کی طرف اپنی نسبت لگائی نہ کسی غیر کا تعلق جزو ایمان سمجھا بلکہ آج تک ان کا

یہی اصول ہے ؎

اصل دیں آمد کلام اللہ معظم داشتن
پس حدیث مصطفےٰ برجاں مسلّم داشتن

نتیجہ

یہ نکلا کہ اسلام اور اہل حدیث کا مذہب ایک ہے اِن دونوں کی طرف سے بزبان حال یہ کہنا موزون ہے ؎

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی
تاکس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

مَنْ اَنْصَارِیْ اِلَی اللّٰہِ

آج مسلم نشۂ غفلت میں سرشار ہے توحید وسنت سے بیزار ہے تعلیم نبوی سے بے پرواہ شاہراہ سنت سے بے راہ ہے مسلمان صدہا بلاؤں کا شکار ہے اپنوں سے بیگانہ مگر منظور نظر اغیار ہے قرآن مجید کے صحیح مفہوم کو تفسیر بالرائے کی نذر کیا جاتا ہے اقوال رسول کو دقیانوسی باتیں کہہ کر ترک کیا جاتا ہے کہیں ختم نبوت سے انکار کہیں وحی جدید کا اظہار ہے اس وقت ضرورت تھی کہ حق کی سچی آواز دنیائے اسلام تک پہنچائی جائے اسلئے اور ٹھیک اسی لئے دکن اہلحدیث دارالاشاعت سکندرآباد قائم کی گئی ہے خوش نصیب وہ لوگ ہیں جو احیاء سنت کے لئے کمربستہ میدان عمل میں آویں اور انصار بن کر بشارتِ نبوی کے حقدار بنیں۔ وما علینا الا البلاغ

مرزا محمود علی بیگ معتمد دکن اہلحدیث دارالاشاعت سکندرآباد

مطبوعہ مطبع مکتبہ ابراہیمیہ حیدرآباد دکن





